فائزہ افتخار

آدھے ادھورے

"امی جی آ گئیں......"

تحسین اندر سے چھلانگیں مارتا باہر نکلا اور تسکین کو صحن میں بچھی چارپائی پہ دُہرا ہو کے کھانستے دیکھا تو ڈھیلا سا پڑ گیا......

"اوہو...... آپ ہیں ابا جی...! میں سمجھا رکشہ آیا ہے امی کا۔"

"الو کے پٹھے، تمہیں میری کھانسی کی آواز رکشے جیسی لگتی ہے۔ اپنے آپ کو بڑا سریلا سمجھتے ہو تم نالائق...... آدھی رات کو جب خراٹے لیتے ہو تو ایسا لگتا ہے جیسے گلی میں سے ایمبولینس گزر رہی ہو۔"

"جانے دیں ابا جی......! ہماری گلی میں سے ایمبولینس بیچاری گزر سکتی ہے' ادھر سے تو رکشہ بھی پھنس پھنس کے نکل جائے تو بڑی بات ہے۔"

"ویسے خیر تو ہے آج ماں کا انتظار بڑی بےچینی سے کر رہے ہو۔ ایسا انتظار تو تم اپنی استانی کا کرتے..."

"ابا جی!" تحسین جھنجلایا۔

"وہ میری استانی نہیں ہے اسکول کی استانی ہے۔ میری تو بیوی ہے۔"

"پتر جی...! سرکاری چیز عوامی ہوتی ہے' وہ سرکاری استانی ہے اس لیے تمہاری بھی ہوئی...... ویسے بھی..."

ناولٹ

اتنا کہنے کے بعد اسے ایک بار پھر کھانسی کا دورہ پڑا۔ مگر تحسین جانتا تھا' اندر کی بات اس کے کانوں میں انڈیلے بغیر وہ رہیں گے نہیں۔ اس لیے برے برے منہ بناتا چارپائی کی پائنتی پہ ٹک گیا۔

"ویسے بھی۔" کھانسی کے وقفے کے بعد تسکین نے سلسلۂ تکلم دوبارہ جوڑا۔

"آدھی آدھی رات تک تمہیں ماں کے خلاف وہ جو پٹیاں پڑھاتی رہتی ہے وہ سارے پتہ ہیں مجھے...... تمہارے کمرے کی ایک کھڑکی اسی صحن میں کھلتی ہے پتر جی!"

"اور بیوی کی پڑھائی پہ عمل کرنا تو ہماری جدی پشتی روایت ہے ابا جی!" تحسین نے بھی طنز کا وار کیا۔

تھی گلی میں آنے والے پھیری والے کو پرانے کپڑے دے کر بدلے میں گھٹیا قسم کی پلاسٹک کے روزمرہ استعمال کے برتن لینے کی۔ اس لیے فوراً" بھانپ گئیں کہ یہ ٹوکری دکھانے کے لیے ہی اتنی مٹھاس گھول کے پالک کے بارے میں دریافت کیا جارہا ہے۔

"یہ ٹوکری کہاں سے آئی ہے؟ بڑی خرچیلی ہے تو!"

"نہیں امی جی۔ یہ ٹوکری تو میری بھابی دے کے گئی ہیں۔ ہمارے حلقے سے جو امیدوار کھڑا ہوا ہے اس کا انتخابی نشان ٹوکری ہے۔ میں نے چار ٹوکریاں منگوائی ہیں چھوٹے بڑے سائز کی۔"

"ایک میرے کمرے میں رکھوا دے۔ پھل رکھنے کے کام آئے گی۔"

"لو۔ نعرے لگا لگا کے میرے بھانجوں کے گلے بیٹھ گئے اور ٹوکری میں آپ کو۔ چلیں خیر رکھ لیں۔ اپنے ہاتھ کے پنکھوں کے لیے تو آپ کو ابھی چار چھ مہینے انتظار کرنا ہوگا۔"

"کوئی ایسا امیدوار نہیں ہے تحسین پتر۔ جس کا انتخابی نشان کھانسی کا شربت ہو۔"

اتنا پوچھنے کے بعد تسکین پھر سے کھانسی کے سمندر میں غوطہ زن ہوگئے۔

"میں تو کہتی ہوں اس انتخابی نشان سے ہی اس امیدوار کی نسبت کا اندازہ لگا لینا چاہیے۔ جو ابھی سے عوام میں ہاتھ کے پنکھے بانٹ رہا ہے انہوں نے وزارت ملنے کے بعد ضرور ملک کو لوڈشیڈنگ کے اندھیرے میں ڈبونا ہے۔"

"زیادہ بڑھ بڑھ کے باتیں نہ بنا۔" شاہدہ بیگم کو جلال کیسے نہ آتا؟ آخر ان کی لائی سوغات میں نقص نکالے جارہے تھے۔

"[illegible] نہیں جائیں گے یہ بوری بھر پنکھے۔ ڈیڑھ درجن تو میرے [illegible] میں تحفہ دینے کے کام آجائیں گے۔ بل جمع کرانے پہ ہر دوسرے مہینے ان کی بجلی [illegible] اور بس وہ تیرا تایا۔۔۔ وہ جو اسٹیشن پہ کباب لگاتا ہے بڑے تیسے کے اس کے کام

بھی آئے گا یہ پنکھا۔ کوئلوں پہ جھل مارنے کے [illegible]

شگفتہ کے چہرے کی ساری شگفتگی ہوا ہوگئی۔

☆ ☆ ☆

"میں کہہ رہی ہوں آپی امی جی کو باز کرلو [illegible] زیادہ نمک مرچ چھڑکنے سے پرہیز کریں۔"

رات کے پونے ایک بجے وہ کمرے میں [illegible] پھر رہی تھی۔

"او میری جان! میری شگفتہ! امی جی پرہیز کر سکتی ہیں وہ بھی نمک مرچ سے؟ ڈاکٹر کے منع کرنے سے نہیں کرتیں تو میرے منع کرنے پہ کیسے کریں گی۔"

"تم کسی کام کے نہیں۔" وہ جل گئی۔

"ایسے تو نہ کہو شگو۔" وہ تڑپ گیا۔

"ڈھیر منٹوں کا وہ منٹ میں نکال کے دیتا ہوں کہ نہیں۔ میرے سے زیادہ ہے کسی کی اور سپیڈ اور وہ تمہارے اسکول سے پلندہ کاپیوں کا روز آتا ہے۔ وہ ہوم ورک کون چیک کرتا ہے؟ میں بہ ذات خود بقلم خود۔" اس نے چھاتی ٹھونکی۔

"ارے ہاں یاد آیا۔ ٹیسٹ کی ساری کاپیاں تو ویسے کی ویسے پڑی ہیں۔" اس نے الماری سے دو ڈھائی درجن کاپیاں نکال کے بیڈ پہ پٹخیں۔ تحسین کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"شگو جان! رات کا ایک بج رہا ہے۔"

"ایک؟" شگفتہ نے ایک تمسخر بھری نگاہ اس کے چہرے پہ ڈالی۔ "مجھے تو لگ رہا ہے بارہ بج رہے ہیں۔"

"میرا حساب کتنا کمزور ہے تمہیں تو پتہ ہے اور یہ چھٹی جماعت کے حساب کا ٹیسٹ ہے۔" وہ کراہا۔

"اوہو کوئی مشکل وشکل نہیں ہے۔" اس نے نیم دراز ہوتے ہوئے ڈائجسٹ کھولا۔

"جو سمجھ میں آئے اسے نمبر دے دو جو سمجھ میں نہ آئے اسے فیل کردو۔"

"یہ تو بالکل سیاسی طریقہ ہے۔" وہ اش اش کر اٹھا۔

"الیکشن میں بھی تو یہی ہوتا ہے۔ ہاں مگر وہاں الٹا

[illegible] جو سمجھ میں آجائے اسے فیل کردیتے [illegible] جو سمجھ میں نہ آئے اسے نمبر۔ یعنی ووٹ مل [illegible]

[illegible] تو الیکشن سوار ہے۔ اپنی امی [illegible] والوں پہ بھی پورے گھر میں الیکشن [illegible] طرح انہوں نے بے کار میں کھیلنے کا۔۔۔ یا تو [illegible] کیا فائدہ بے کار میں [illegible] ہو۔ جیسے کہ میں نے اگر مہ پارہ [illegible] کوئی فائدہ ہوا ہو [illegible] لینے کا سوچا ہے تو۔۔۔ [illegible] انتخابی مہم میں حصہ [illegible]" وہ یکدم چلا اٹھا۔

"[illegible] انتخابی مہم میں حصہ لے رہی ہو؟"

"ہاں مگر تمہاری امی جی کی طرح شوقیہ نہیں [illegible] فائدے کے لیے۔ مہ پارہ صاحب ہمارے اسکول [illegible] مسز [illegible] بیگم اختری کی نند ہیں اور پتہ ہے [illegible] کچھ کہتی اس کے نزدیک ہوگی [illegible] رازداری سے [illegible]

☆ ☆ ☆

"میں نے دستگیر کو فون کر کے بلایا ہے کل۔" شاہدہ [illegible] نے فون رکھتے ہوئے تسکین کو اطلاع دی۔

"یعنی آنچل بھیجا ہے۔" وہ کھانستے ہوئے بولے

"تمہیں کیا پتا وہ کتنے کام کا بندہ ہے۔"

"میں اسے سرے سے بندہ ہی نہیں مانتا تو کام کا بندہ کیا مانوں گا۔"

"اونہہ! تمہیں تو ویسے ہی بڑا ساڑا (جلن) ہے میرے رشتے داروں سے۔ دستگیر سعید صاحب کا خاص بندہ ہے اس لیے تم [illegible]"

"کون سا بندہ؟" تسکین نے پھر تڑپ کے بات کاٹی۔

"او میں کہہ رہا ہوں وہ نہ بندہ ہے نہ بندے وا پتر۔"

"چپ۔۔۔ آرام سے میری بات سنو۔"

☆ ☆ ☆

"میری خالہ کا فون تھا سعید صاحب!" دستگیر نے نئے ماڈل کا موبائل جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔۔۔" ظاہر ہے سعید صاحب کو دستگیر کی خالہ

بیوٹی بکس کا تیار کردہ
سوہنی ہیئر آئل
SOHNI HAIR OIL

☆ گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔
☆ نئے بال اگاتا ہے۔
☆ بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
☆ مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید۔
☆ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔
سوہنی ہیئر آئل قیمت=/70 روپے
12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جاسکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف =/70 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔
1 بوتل کے لئے ---------- =/90 روپے
2 بوتلوں کے لئے ---------- =/160 روپے
3 بوتلوں کے لئے ---------- =/240 روپے
نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔
منی آرڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ:
بیوٹی بکس، 53 اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی
دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں
بیوٹی بکس، 53 اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی
مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37 اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر: 2735021

UrduPhoto.com

سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔
"آپ کو چائے پہ بلایا ہے انہوں نے۔"
دستگیر کی بات پہ سعید ثوانہ چونکا۔ اس وقت دور کہیں سے گیت کے بول سنائی دیے۔
"اسی لیے ممی نے میری تمہیں چائے پہ بلایا ہے۔"

"کہاں رہتی ہیں تمہاری خالہ؟" ذرا سے جذبات میں گھر کے اڑتیس سالہ سدا بہار کنوارے سعید ثوانہ نے پوچھا۔
"اسی محلے میں جی۔۔۔ جہاں پہلے آپ رہتے تھے۔"
دستگیر کے بے تکلفانہ جواب پر اس کی سیاہ روشنائی بے شمار سلوٹوں سے اٹ گئی۔ گندی تاریک گلیوں میں گزارے غربت بھرے دن یاد آ گئے تھے۔
"میرے پاس کہاں وقت ہے دستگیر! تم سارا حساب کتاب جانتے تو ہو پھر بھی ایسے پیغام دے رہے ہو۔"
اب اسے ذرا بھی دلچسپی نہیں تھی کسی خالہ کی چائے میں۔
"مگر سعید صاحب! وہاں آپ صرف میری خالہ سمجھ کے نہیں جا رہے۔ شاہدہ خالہ آپ کے حلقے کی سب سے بااثر خاتون ہیں۔ پورا محلہ ان کی مانتا ہے اور ووٹوں میں ہی [illegible] ان کا۔"
"اچھا؟۔۔۔ تو پھر وہ خود کیوں نہیں کھڑی ہو گئیں الیکشن میں؟"
"غلام سرتی۔۔۔ غلام ہے بندہ آپ کا۔"
دستگیر نے فدویانہ انداز میں سینے پہ ہاتھ رکھ کے سر جھکایا۔
"بندے کے ہوتے ہوئے کوئی آپ کے سامنے ٹھہر سکتا ہے بھلا اور میری خالہ۔" "آپ کی خالہ۔۔۔ وہ تو کئی آپ کو مکمل سپورٹ کریں گی۔۔۔ پورے محلے کو آپ کے پیچھے لگا دیں گی [illegible]"
[illegible] مسکرایا۔۔۔ اور آگے کے مراحل طے کرنے سعید [illegible]

"دیکھو دستگیر! تم اپنے سعید صاحب کو بات ڈال دو کہ اس محلے کی شان [illegible] بیگم ہے۔ اگر وہ چاہتا ہے کہ یہاں سے [illegible] زیادہ ووٹ ملیں تو پہلے اسے مجھے خوش کرنا [illegible]"
"تم تو شان کی قسم دیکھ کے پاگل ہی [illegible] بھی خوش ہو جاتی ہو اس کے لیے سعید صاحب [illegible] دینے کی کیا ضرورت ہے۔" تسکین نے [illegible] اسے حسب عادت گھوری سے نوازا۔
"بس تم چھوٹی سوچ ہی رکھنا، کبھی [illegible]
ادھر بڑے بڑے فیدے سوچ رہی ہوں [illegible] کہاں پہنچ گئی ہے۔ تم بیٹھے چارپائی پہ [illegible] تو دستگیر کل پھر آ رہا ہے ہونا سعید صاحب کو [illegible]"
"لو کر لو گل۔۔۔ آپ اپنے بھانجے کو کیا سمجھتی ہیں شاہدہ خالہ! کل سعید صاحب پورے [illegible] بجے کے گھر بیٹھے چائے نہ پی رہے ہوں تو میرا نام بھی [illegible]"

"ہاں۔۔۔ دستگیر سے بدل کے کفگیر رکھ دیں گے۔"
اس کے آگے چائے کا کپ اور نمکو کی پلیٹ رکھتے ہوئے شگفتہ نے بڑے سرسری سے انداز میں کہا۔
"وہ کیا ہوتا ہے بھابھی جی۔۔۔ دراصل میری انگریزی ذرا کمزور ہے۔"
"چلو۔۔۔ یہ بھی اچھا ہے۔" وہ مسکرائی۔
"ویسے خالہ۔۔۔ میری ناک نہ کٹوا دینا ان کے سامنے بھی چار بسکٹ رکھ کے۔"
"تم فکر ہی نہ کرو۔ ایسی خاطریں کروں گی کہ یاد کریں گے سعید صاحب۔"
وہ بڑے جوش سے اٹھیں اور اسی وقت تیاریوں میں لگ گئیں۔ تسکین کو قلعی والا برش اور رنگ کا ڈبہ پکڑا کے صحن میں کھڑا کیا۔
"جہاں جہاں سے سفیدی جھڑ رہی ہے بس ادھر ایک ایک ہاتھ مارو۔"
"ہاتھ یا برش؟"
"میرا سر۔" وہ جھنجلا گئیں۔ "ظاہر ہے برش ہاتھ

[illegible] آ گیا تسکین! مگر تمہیں عقل نہ [illegible] کبھی ختم نہیں کرتی۔ باہر دروازے کے ساتھ [illegible] کوئی چیز [illegible] ہی لکھ دینا۔"
"بیگم صاحب کا [illegible] چھڑکا ہے۔"
"[illegible] دونوں کا [illegible] گھٹنے گھٹنے کھانسے جانا۔ تمہاری کھانسی کی آواز [illegible] لگ جائے گی۔"
"اوہوں! آپ پھر بھڑک گئیں تسکین۔۔۔ اتنی کے کپڑے بعد میں [illegible] اور بات سن، پہلے میرا ایک کام کر۔"
[illegible] استری کرنے [illegible]
"جی جی۔۔۔ ابھی تو اپنی شرٹ استری کرنے لگا [illegible]"
"وہ ذرا گریبان کے بٹن [illegible] ٹانکنے لگے۔"
"پہلے یہ اپنی کھول۔۔۔ اور اسے جھنڈیوں پہ لٹکا کے سارے ویٹرے میں سجا دے۔"
"دیواروں پہ چپکلی ہیں؟" وہ منہ اٹھا کر صحن کا جائزہ لینے لگا۔
"یہ جو کپڑے ٹانگنے والی تاریں ہیں" ان سے لگا دے۔"
"نخوانے میں نے مشین لگائی ہوئی ہے کپڑے دھونے کے لیے ڈالے ہیں۔" "سرف کے جھاگ سے بھرے ہاتھ لیے شگفتہ چراغ کے جن کی طرح حاضر ہو گئی۔
"فاطمہ کے گھر جا کر ڈال دے۔" "اس کا حل بھی بتا دیا گیا۔
"میں ذرا بیکری سے چائے کا سامان لے آؤں۔" وہ چادر اوڑھنے لگیں۔۔۔ تسکین نے دیوار پہ رنگ پھیرتے ہوئے برش کو [illegible] دیا۔
"چائے کا سامان۔۔۔ پتی تو دو دن پہلے آئی تھی پوری ایک کلو اور دودھ والا دودھ بھی ڈول بھر کے دے گیا ہے پتی ختم ہو گئی ہے کیا؟"
"نہیں! چائے بنانے کے لیے پتی نہیں ہے۔" وہ چڑ کھانے کے انداز میں چلائیں۔
"عقل کے پورے ہیں دونوں باپ بیٹا۔ چائے کا سامان کا مطلب چائے بنانے کا سامان نہیں ہے۔ چائے کے ساتھ رکھنے والی چیزیں ہیں۔۔۔ جیسے بسکٹ، نمکو، سموسے، پیسٹریاں، کباب۔" جیسے جیسے وہ نام گنواتی گئیں

تسکین کا منہ کھلتا گیا۔
"امی جی! اتنا کچھ تو آپ نے میرے ولیمے میں بھی نہیں بنایا تھا۔ صرف حلیم رکھ دیا تھا جیسے لنگر کھلا ہو۔"
"ہاں تو جیسے کھانے والے۔۔۔ ویسے ہی کھانا۔ تمہارے سسرے عادی تھے۔ وہ تو لنگر سے کھانے کر کھانے کے۔"
ان کا یہ [illegible] بیان شگفتہ کی سماعتوں کو مشتعل کر سکا کیونکہ وہ دور اس میں کپڑے ڈالے پاس ہی کھڑی تھی اور [illegible] کے شور میں [illegible] کی آواز سنائی دے رہی تو شاہدہ بیگم کا بھی بچ گیا تھا۔
شاہدہ بیگم بکری گئیں تو کوئی ڈیڑھ دو گھنٹے تک لوٹیں۔ تب تک جھنڈیاں بھی لگ چکی تھیں۔۔۔ دیواروں کے عیب بھی ڈھکے جا چکے تھے۔ کپڑے دھونے کے بعد شگفتہ نے لال اینٹوں کا صحن بھی دھو دھو کے چمکا ڈالا تھا۔۔۔ جتنی تیز زبان چلتی تھی اس کی اتنے ہی تیز ہاتھ چلتے تھے۔ اس صفت کی تو ساس بھی گرویدہ تھی مگر یہ الگ بات کہ اظہار کبھی نہیں کیا تھا۔
"اتنی دیر! اسموسے تلنے بیٹھ گئی تھیں کیا؟" تسکین نے تھیلوں کے درمیان پوچھا۔
"ہو بھی سکتا ہے امی جی کو جہاں چار پیسے کمانے کا موقع ملے وہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں۔" تسکین نے شاید اپنی دانست میں ماں کی حمایت کی تھی جو بے کار گئی۔
"چار پیسے کمانے کے دن گئے اب تو شاہدہ بیگم کی لاٹری نکلنے والی ہے۔"
"پانچ ہزار کی کمیٹی کبھی نکلی نہیں لاٹری نکلے گی۔"
تسکین نے مسخر بھرے انداز میں کہا مگر اتنی جرأت انہیں راس نہ آئی۔ کھانسی کا دورہ ایک بار پھر پڑ گیا۔
"دیر تو اس لیے ہوئی کہ راستے میں رک رک کر ساروں کو بتاتا بھی تو تھا کہ ہمارے گھر ملک کے ہونے والے وزیر نے آنا ہے شام کو مگر پھر بھی ساروں کو بتا نہیں سکی جا میرے بچے تو جا کے بتا۔"
"امی جی۔۔۔" اس نے سستی کا مظاہرہ کیا۔
"ایسا کیوں نہیں کرتیں آپ ایک ہیلی کاپٹر کرائے

UrduPhoto.com

لے لیں اور سارے محلے میں پرچیاں گرا دیں اس خبر کی۔"

فاطمہ کے گھر کپڑے ڈال کے لوٹنے والی شگفتہ نے مشورہ دیا جس پہ شاہدہ بیگم نے اسے زبردست طریقے سے گھورا۔

"مخول کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ میں ایسا کر بھی سکتی ہوں۔ شاہدہ بیگم نام ہے میرا۔ ہیلی کاپٹر کی پرچیاں نہ سہی، ٹی وی پہ اشتہار تو دے ہی سکتی ہوں۔ وے تحسین۔۔۔ ذرا دے مجھے فون اور نمبر ملا کیبل والے کا۔ اسے کہتی ہوں اسٹار پلس اور سونی، دونوں کے نیچے پٹی چلا دے، آج شاہدہ بیگم کے گھر ان شاء اللہ تعالیٰ وزیر صاحب چائے پینے آرہے ہیں۔"

"رہن دے اتنا خرچہ۔۔۔ میں مسجد جا کے اعلان کروا آتا ہوں۔" یہ فضول خرچی تسکین کو بری طرح کھلی۔

"اپنے محلے کی مسجد کے لاؤڈ اسپیکر کا حال پتہ ہے ذرا جو کچھ سمجھ آتا ہو۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ سارا محلہ افسوس کرنے آیا ہو اور جنازے کا ٹیم پوچھ رہا ہو اور شگفتہ یہ تو کیا کر رہی ہے؟"

وہیں شاہدہ بیگم کے سامنے بیٹھی اپنی سرخ رنگ کی الیکشنی ٹوکری میں گول گول بینگن رکھے کاٹ رہی تھی۔

"سید صاحب آرہے ہیں اور تو یہ کالی پیلی سبزی پکانے بیٹھ گئی ہے۔"

"وہ چائے پہ آرہے ہیں کھانے پہ نہیں۔"

"کیا پتہ میرے اخلاق سے متاثر ہو کے وہ کھانے

منگوالوں گی۔"

"گوشت بھی آپ خود ہی دیکھ لیں۔۔۔ میرے بچے آرہے ہیں ٹیوشن والے۔"

"تسکین ویلا بیٹھا ہے، وہ پڑھا لے گا۔"

اس پیشکش پہ شگفتہ کو غش آنے لگے وہ تو بھلا ہو اس کے سسر کا جس نے خود اپنی نصف بہتر کی اس غلط فہمی کو دور کیا۔

"کہاں کا ویلا۔۔۔ ابھی باہر نعرے نہیں لکھنے۔"

"میں ساتھ چلتی ہوں لکھوانے۔۔۔ تیرا کیا پتہ "مجبر واٹھیکا" کا اشتہار لکھ دے۔"

کسی زمانے میں تسکین میکلوڈ روڈ اور لکشمی پہ سینماؤں کے باہر فلموں کے اشتہار لکھا کرتے تھے اسی حوالے کو استعمال کیا گیا تھا۔

"آئے ہائے، یہ کھانسی۔۔۔ سارا ہاتھ ہل جاتا ہے تمہارا۔۔۔ یہ مد دیکھو ذرا جو آوے ہی آوے پہ ڈالی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے الف کو ٹوپی پہنا دی ہے اور یہ۔۔۔ ہائے۔"

غلطیوں کی نشاندہی کرتے کرتے شاہدہ بیگم کی نظر دیوار پہ رینگتی بڑی سی موٹی تازی چھپکلی پہ گئی اور گھبرا کے اس نے دونوں ہاتھ اوپر کیے جو تسکین کے ہاتھ میں پکڑے رنگ کے ڈبے سے ٹکرائے۔۔۔ ڈبہ اچھل کے تسکین کو پورے کا پورا رنگ میں ڈبو گیا۔

"مجھے رنگ دے ہاں مجھے رنگ دے۔۔۔
مجھے رنگ دے، رنگ دے مجھے رنگ دے رے۔"

سامنے والے تندور کے ٹیپ ریکارڈر پہ اسی وقت [illegible] لگا۔

کھدر کی گرے واسکٹ اور سر پہ سفید کپڑے کی ٹوپی۔
شاہدہ بیگم نے قدرے مشکوک انداز میں اس کا جائزہ لیا۔
"یہ تو مجھے یہاں کا کم اور انڈیا کا سیاست دان زیادہ لگ رہا ہے۔" شگفتہ نے بھی قیاس ظاہر کر کے ساس کے اندیشوں کو ہوا دی۔
"بیٹھیں' بیٹھیں۔" ان کے برعکس تحسین جیسے بچھا جا رہا تھا اس نووارد کے سامنے۔
"نہیں اتنا وقت نہیں ہے میرے پاس۔۔۔ ابھی اور بھی گھروں میں مانگنے جانا ہے۔" اس کے انکساری سے کہنے پہ شاہدہ بیگم کی جان میں جان آئی۔
"یہ تو وہی ہے۔۔۔ پکا کاروی ہے۔" وہ بڑے تپاک سے آگے بڑھیں۔
"گھر گھر جا کے مانگیں آپ کے دشمن ہم کس لیے ہیں۔۔۔ بس آپ ہمارے گھر آ گئے' محبوب کے گھر آ گئے۔۔۔ میں خود آپ کے لیے اس محلے کے گھر گھر کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گی۔"
"آپ عظیم ہیں۔" وہ متاثر ہوتے ہوئے بولا۔
"نہیں جی۔۔۔ یہ میری امی جی ہیں۔۔۔ شاہدہ بیگم' عظیم صاحب تو نکڑ والے مکان میں رہتے ہیں۔" تحسین نے وضاحت کی۔
"اور یہ؟" اس نے اندر سے برآمد ہوتے تسکین کے بارے میں دریافت کیا جو رنگ والے کپڑے تو بدل چکے تھے مگر کھال تبدیل نہ کروا سکے۔۔۔ گندا چہرہ اور گردن سفیدی سے اٹے ہوئے تھے۔
"یہ میرے شوہر ہیں۔" شاہدہ بیگم کے تعارف میں شرمندگی نمایاں تھی۔
"اوہ۔۔۔ تب ہی۔" اس نے سب کچھ بھانپ لینے والے انداز میں سر ہلایا۔
"ویسے بیٹے۔۔۔ آپ آئے کہاں سے ہیں۔۔۔ [illegible]
[illegible] سر ہلایا۔
شاہدہ بیگم نے آنکھ کے اشارے سے تسکین کو [illegible]
[illegible]
"جاؤ جا کے ذرا منہ دھوؤ۔"
آنکھ کے اشارے کو وہ خاطر میں نہ لائے تو [illegible] غرانا بھی پڑا۔
"اور گفتار گرتی [illegible] سمجھاؤں تمہارا ہے۔"
"برتن دھونے والی لوہے کی جالی ملو [illegible] دھونے والا سوڈا ملو جا کے۔۔۔ اور آپ کھڑے ہیں اب تک۔۔۔ بیٹھیں ناں جی۔۔۔ آپ [illegible]"
حیران پریشان سا مہمان ڈرتے ڈرتے بیٹھ بھی گیا۔
"ہم ساری برادری' سارے محلے کو آپ کے ساتھ کر دیں گے جی۔" اس کے بیٹھتے ہی شاہدہ بیگم نے گویا وعدہ کیا۔
"ہاں جی۔۔۔ میری امی جی کی بات تو سارے مانتے ہیں۔" تحسین کے تائیدی بیان پہ اندر جاتے ہوئے تسکین نے ایک سرد آہ بھری۔
"بس آپ نے ہمیں یاد رکھنا ہے۔"
"کیوں نہیں کیوں نہیں آپ کا نام تاریخ میں سنہرے لفظوں سے لکھا جائے گا۔"
"تاریخ کو ماریں جی گولی۔۔۔ تاریخ میں نام تو مرنے کے بعد آتا ہے۔ آپ ہمارا نام اپنے رجسٹر میں سارے لوگوں سے اوپر لکھ لیں۔" انھوں نے اس کے ہاتھ میں پکڑے رجسٹر کی جانب اشارہ کیا گیا۔
"امی جی کا مطلب ہے دنیا کچھ لو' کچھ دو پہ چلتی ہے۔ اب ہم آپ کو کچھ دیں گے تو آپ بھی تو بدلے میں ہمارا خیال رکھیں گے۔"
"میں تو سمجھ رہا تھا کہ آپ فی سبیل اللہ میری مدد کر رہے ہیں۔" وہ حیرت سے گویا ہوا۔
"لے۔۔۔ ہم کوئی چندہ دے رہے ہیں جو فی سبیل اللہ دیں گے۔"
"بالکل ٹھیک۔۔۔ میں چندہ ہی تو مانگنے آیا ہوں۔۔۔ [illegible] کے پاس والے معذور بچوں کے فلاحی ادارے کے۔"
مگر اس کی پوری بات سنے بغیر ہی تحسین نے ماں کے ایک اشارے پہ اسے بازو سے پکڑا اور باہر کا راستہ دکھایا۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

❁ ❁ ❁

"یہ ہیں میری خالہ کا گھر۔"
تیسرے گھر کے لوہے کے دروازے کے آگے دستگیر نے فخریہ اعلان کیا اور سعید نوانہ نے گھر کے [illegible] تو اس نے نئے تولیے دو دلہا سہرا [illegible] رکھا ہوا تھا۔
محل [illegible] خوشبو میں بھیگا رومال اس کی نظر دروازے کی [illegible] دستگیر' اچانک اس کی نظر دروازے کے ساتھ والی دیوار پہ پڑی۔ جہاں اس کے نام کے نعرے [illegible] ہوئے تھے۔
"ابھی تو میں برسراقتدار آیا بھی نہیں۔۔۔ اور میرا پہلے [illegible] خراب ہو گیا؟"
"نہیں جی۔۔۔ وہ تو۔۔۔ ہاں۔" آخر بہانہ سوجھ ہی گیا۔
"ہاں وہ اصل میں خالہ بڑی آرٹسٹ ٹائپ ہے۔۔۔ اس نے آپ کے نام پہ یہ ڈیزائن بنائے ہوئے ہیں یہ چاچیاں چھوڑی ہوں کسی نے۔۔۔ یا پھولوں کی بیلیں چھینکی ہوں۔" بمشکل اسے مطمئن کرنے کے بعد وہ اسے اندر لے آیا۔
"باادب' باملاحظہ' ہوشیار۔۔۔ سعید صاحب تشریف لا رہے ہیں بلکہ لا چکے ہیں۔"
دستگیر نے دروازے کے اندر پہلا قدم دھرتے ہی اعلان کیا اور پھر سامنے کھڑے تسکین کو دیکھ کے بڑبڑا گیا۔
شاہدہ بیگم کے مشورے پہ عمل کرتے ہوئے اس نے کپڑے دھونے والے تیز سوڈے سے منہ صاف کرنے کی جو کوشش کی تھی اس کے نتیجے میں کہیں کہیں سے رنگ اترا تھا اور زیادہ تر ابھی باقی تھا۔۔۔ عجب چتکبرا سا منہ لیے وہ سامنے کھڑے پوچھ رہے تھے۔
"شاہدہ۔۔۔ مٹی کے تیل سے صاف کر کے دیکھوں؟"
"ہاں ہاں جاؤ کرو مگر بعد میں سگریٹ پینے نہ بیٹھ جانا ورنہ۔۔۔"
"خالہ۔۔۔" اس دھچکے سے سنبھلتے ہوئے دستگیر نے انھیں متوجہ کیا۔ "خالہ۔۔۔ سعید صاحب" "یہ اصلی والے ہیں ناں۔" اس بار تاکید ظاہر کرنے سے پہلے انھوں نے تصدیق کرنا چاہی۔
"ایک نمبر اصلی۔"
"آئیے۔۔۔ آئیے۔" وہ پھر سے نہال ہونے لگیں۔
"شگفتہ چائے لے کر آ۔"
"نہیں جی۔۔۔ سعید صاحب چائے نہیں کافی پیتے ہیں۔۔۔ وہ بھی پانی والی۔"
"پانی والی؟" تحسین نے حیرت سے دہرایا۔
"پرانے پاپیوں کا کوئی شربت ہو گا۔" تسکین نے سرگوشی میں بیٹے کے کان میں کہی تھی۔
"دستگیر کا مطلب ہے Cappuccino لیکن فی الحال مجھے کافی نہیں آپ کا تعاون چاہیے۔"
"اور ہمیں کیا ملے گا اس تعاون کے بدلے؟"
"واہ۔۔۔" وہ شاہدہ بیگم کے فوراً مطلب کی بات پہ آ جانے والی ادا پہ ریشہ خطمی ہو گیا۔ ظاہر ہے ایک سیاستدان ہی اس ہنر کا اصل قدردان ہو سکتا ہے۔
"محترمہ آپ کو تو سیاسی داؤ پیچ بھی آتے ہیں۔"
"ہاں جی۔۔۔ اس کا ابا گجرانوالے کا بڑا مشہور پہلوان تھا' داؤ پیچ تو اسے آتے ہی ہوں گے۔" تسکین نے تائید کی۔ "ایک بار میرے سسر نے مقابلہ بھی جیتا تھا ایک ہی (وقت) میں اکٹھی اٹھارہ روٹیاں' چھ پلیٹ چاول' چار جگ' درجن سیخ کباب اور دو کلو گاجر کا حلوہ کھا کے۔"
"اس مقابلے میں کیا انعام ملا تھا آپ کے سسر کو؟" سعید نوانہ نے مرعوب ہوتے ہوئے پوچھا۔
"جی کچھ نقد انعام تھا' وہ ان کی قبر پکی کرانے کے کام آیا کیونکہ مقابلہ جیتنے کے فوراً بعد وہ فوت ہو گئے تھے' ہیضہ ہو گیا تھا انھیں۔"
"اللہ ان کی مغفرت کرے۔" سعید نوانہ نے فوراً دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔ جب سے الیکشن میں کھڑا

ہوا تھا گھر گھر جا کے کوئی ستر اسی مرحومین کی فاتحہ تو پڑھ ہی چکا تھا۔

"آمین۔" منہ پر ہاتھ پھیرنے کے بعد وہ پھر سے متوجہ ہوا۔

"بی بی! تو مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ اس علاقے کی خاصی بااثر اور مقبول خاتون ہیں۔"

"مقبول خاتون تو دلائی ہے جی اس محلے کی۔ سارے اسے مقبولاں مقبولاں کہتے ہیں۔"

اس بار دستگیر نے زور سے تحسین کا ہاتھ دباتے ہوئے اسے مزید بولنے سے باز رہنے کی استدعا کی۔

"تو اگر آپ کا تعاون مل جائے مجھے تو اس کے بدلے میں ہر خدمت کرنے کو تیار ہوں۔"

"یہ بندہ ہے جی میرا۔ خاوند۔"

شاہدہ نے تمہید باندھتے ہوئے تسکین کی جانب اشارہ کیا۔

"تاں جی ان کا کچھ نہیں ہو سکتا اب۔" دستگیر نے مایوسی سے سر ہلایا۔

"یہ تو اب جو ہیں وہی رہیں گے۔"

"او کے۔" وہ سعید نواز کا لحاظ کر کے منہ ہی منہ میں بڑبڑا کے رہ گئیں۔

"میرا مطلب ہے کہ میں اسے کوئی کاروبار کروانا چاہتی ہوں۔"

"کوئی مسئلہ ہی نہیں، یہ جو دس کام چاہیں شاہدہ جی میں سرمایہ مہیا کروں گا۔"

"اور یہ میرا بیٹا۔ تحسین۔ اس کی ترقی بھی رکی ہوئی ہے۔"

"کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ میرا ایک فون اسے اوپر پہنچا دے گا۔"

"ہیں جی؟" تحسین کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ [illegible] چلے جاؤ گے۔ یہ جو کہتے ہیں اوپر کے کماتے ہیں ان [illegible]

"زبان تو میری بھی ایک ہے۔" تسکین نے زبان نکال کے [illegible]

نواز نے ذرا ناک بھوں چڑھائی۔

"اوہو خالہ۔ میرا مطلب ہے [illegible] خوش رکھنے کے لیے یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں [illegible] خوب کہا ہے علامہ اقبال نے کہ [illegible] متاون دے۔"

"دستگیر! یہ علامہ اقبال کا نہیں [illegible]" سعید نواز نے متانت سے اس کی تصحیح کی۔

"اچھا اچھا۔ وہ۔ وہ جو رات کے آٹھ [illegible] اس کو کوئی کچھ کہتا نہیں جی؟ اتنی دیر سے آئے [illegible]"

☼ ☼ ☼

"بالکل نہیں۔ کان کھول کے سن لو۔ [illegible] صاحب کی انتخابی مہم میں ہرگز حصہ نہیں لو گے۔" شگفتہ نے صاف لفظوں میں اسے منع کر دیا۔

"لیکن شگو! اماں کو خوش کرنے سے ثواب ہوتا ہے۔"

"تحسین! ووٹ کسی کو خوش کرنے کے لیے نہیں ڈالا جاتا۔ یہ قوم کی امانت ہوتا ہے۔ تم صرف کسی ایک بندے کے لیے اسے نہیں بیچ سکتے۔"

"تو اور کیا بیچوں؟ بیچنے کے لیے اور کچھ ہے بھی نہیں۔ میری موٹر سائیکل کے بدلے تو ردی والا بھی نہیں دے گا۔ لے دے کے ایک ووٹ بچتا ہے اگر اس کے بدلے امی جی ہمارا کوئی فائدہ سوچ رہی ہیں تو اس میں برا کیا ہے؟"

"برا یہ ہے کہ یہ قوم سے بے ایمانی ہے۔ ووٹ بہت قیمتی ہوتا ہے۔"

"ہاں تو امی جی کون سا سستے میں دے رہی ہیں۔ قیمتی تو واقعی ہے۔ دیکھو کتنی اچھی قیمت مل رہی ہے اس کی۔"

"لاحول!" شگفتہ نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

"سر میں درد ہو رہا ہے میری جان کے۔" وہ جھٹ بولا۔ مگر شگفتہ نے غصے سے اس کے دونوں ہاتھ جھٹک دیے۔

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

[illegible] تم سعید نواز کے ساتھ

"تم مجھے کیوں نہیں — تم [illegible] جا رہی ہو؟"

"[illegible] بیٹا [illegible] ان کو کیا اعتراض ہے؟"

"[illegible] ہو گا کہ ان کی اپنی نند مسپارہ بھی [illegible] کھڑی ہیں۔ اور وہ بھی سعید نواز کے [illegible]"

[illegible] وہ سر پہ ہاتھ مار کے رہ گیا۔

"او ہو تم بھی [illegible] مسئلے ہیں اور اصولی سی بات ہے"

"وہ میری نند [illegible] کہ میں ان کی نند کی حمایت کروں گی۔ بتایا تو تھا نہیں۔"

"ہاں میں تو بھول ہی گیا۔ ایمان سے ذرا دھیان [illegible] میں امی جی سے ہاں نہ بھرتا۔"

"[illegible] پھر جاؤ۔"

"لیکن شگو۔ وہ میری ترقی۔" وہ ہچکچایا۔

"کیسی ترقی؟ تم کیا سمجھے ہو افسر کیا ہوا ہے تم نے اس قابلیت کے ساتھ۔ تم کلرک سے سیدھے منیجر تو بننے سے رہے۔ زیادہ سے زیادہ ہیڈ کلرک بن جاؤ گے۔ البتہ میری ترقی کا امکان زیادہ ہے اس لیے مسپارہ کی حمایت تو کرنی ہی ہو گی۔"

"لیکن تم ہی تو کہہ رہی تھیں کہ ووٹ بیچنا غلط ہے اور یہ نہیں قوم اور فلاں ڈھمکاں۔"

جواب میں شگفتہ نے اسے اس بری طرح گھورا کہ وہ دیر تک کمبل تان کے چپ چاپ لیٹ گیا۔

☼ ☼ ☼

"تحسین دری لے جاؤ۔"

دستگیر ایک بڑا سا پلندہ اٹھائے آوازیں لگاتے ہوئے گھر میں داخل ہوا۔

"آ گئے پوسٹر۔" شاہدہ بیگم جوش سے اٹھیں۔

"اب میں اپنے مبارک ہاتھوں سے محلے کی ایک ایک دیوار پہ لگاؤں گی۔"

"صرف خالی دیوار پہ نہیں لگانا خالہ! ہر اس امیدوار کے پوسٹر کے عین اوپر لگانا ہے جو سعید صاحب کے مقابلے میں کھڑا ہے۔"

"دستگیر تو کوئی اچھی بات نہیں۔ اس بے چارے کے بھی پیسے لگے ہوں گے پوسٹر بنوانے میں۔" تسکین کو بڑے برے وقت میں ہمدردی جتانے کا خیال آیا۔

"ہائے ہائے تسکین۔ کیا کروں میں تمہارا۔" شاہدہ بیگم نے دانت کچکچاتے ہوئے انہیں گھورا۔

"یہ باتوں کا نہیں کام کا وقت ہے۔ تسکین اٹھو تم بینروں پہ سعید صاحب کے وہ نعرے لکھو جو میں نے ساری رات جاگ کے دماغ پہ زور ڈال کے سوچے ہیں۔ سعید ہمارا تو [illegible] سعید نواز کو ووٹ دو۔"

"اس میں ساری رات جاگ کے سوچنے والی بات کون سی تھی بھلے لوگ۔" تسکین نے بھولپن سے دریافت کیا۔

"اور تحسین! تو یہ پوسٹر لے اور ہر گھر ہر دکان پہ لگا کے آ۔"

"نہیں امی جی۔ میں نہیں۔" وہ دیدک کے پیچھے ہٹا۔

"تحسین بھائی! اس میں شرمانے والی کون سی بات ہے۔ آپ کے اپنے پوسٹر ہیں۔ لے لو شاباش۔" دستگیر نے پچکارا۔

"وہ۔ وہ شگفتہ نے منع کیا ہے۔"

"کیوں اسے کیا تکلیف ہے؟" شاہدہ بیگم دھاڑیں۔

"وہ۔ وہ۔" اس نے چور نظروں سے دستگیر کو دیکھا۔

"تو تحسین بھائی میں کوئی غیر ہوں اور میری کیا کوئی بیوی نہیں ہے جو مجھے پتہ نہ ہو بیوی کا ڈر کیا ہوتا ہے۔ بتاؤ بتاؤ کھل کے بتاؤ۔ شاباش۔" اس نے ایک بار پھر پچکارا۔

"وہ وہ تو مسپارہ کی حمایتی ہے۔"

"لو۔ کر لو گل۔" دستگیر ہوا نکلے غبارے کی طرح فس ہو گیا۔

"تو فکر نہ کر دستگیر!" شاہدہ بیگم نے اسے دھارس

زنانیاں ڈیسے ہی ہماری توبہ توبہ۔"

اب انھارہ خواتین پہ مشتمل اس اجلاس نے مشترکہ طور پہ کھتے پھینے شروع کیے۔

"تم لوگوں کو تو ترقی کا مطلب بھی نہیں پتہ۔ اب دیکھو نصرت تمہارا میاں نان پکوڑے اور چنے چھولے بیچتا ہے مگر ترقی کر کے وہ بریانی اور قورمہ بیچا کرے گا۔"

"وہ تو جی جب ہو گا' تب دیکھیں گے۔ ابھی تو میرے خاوند نے سفارش بھیجی ہے کہ سعید صاحب سے کہہ کر پولنگ اسٹیشن کے باہر حلیم کا ٹھیلا لگوانے کی اجازت دلوا دو بڑی بکری ہو گی۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔ سعید صاحب تو ہر خدمت کے لیے تیار ہیں تم ہو تو۔"

"بی بی جی۔! ہم مسکینوں کے لیے بھی کوئی بھلا سوچا ہے آپ کے سعید صاحب نے یا نہیں؟" یہ محلے کی جمعدارنی شوکی تھی جس نے بازو کھجاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں' سعید صاحب کہہ رہے تھے وہ الیکشن جیتتے ہی تمہارے ہاتھ سے جھاڑو لے لیں گے۔"

"ہیں؟ انہوں نے کیا کرنا ہے میری لوکر (جھاڑو) کا؟"

"خود لگائی ہو گی۔" کسی نے لقمہ دیا۔

"نہیں۔ وہ تم لوگوں کو مشینی وانیوں لے کے دیں گے جو بجلی سے چلتا ہے اور گھوں گھوں کر کے سارا کوڑا کھا جاتا ہے۔"

یہ اشارہ غالباً ویکیوم کلینر کی جانب تھا۔ اس کے بعد انھارہ شرکا نے اپنے اپنے مطالبے پیش کیے جن کو پورا کرانے کے لیے شاہدہ بیگم نے اپنی جان تک کی قسمیں کھائیں۔

"تسکین صاحب" کسی نے آواز دے کر اس کا دھیان موڑا۔

"کدھر کو جا رہی ہیں سواریاں؟" کچھ زیادہ ہی بے تکلفی کا مظاہرہ ہوا۔

"ڈبل سواری منع ہے۔" تسکین نے لگام ادا کر کے دوبارہ اپنا سالخوردہ اسکوٹر اسٹارٹ کرنے کے لیے دولتیاں جھاڑنی شروع کیں۔

"یہ لو بل۔ اور یہ گیارہ سو روپے۔ باقی کے اڑتالیس روپے خود ڈال لینا میرے پاس ٹوٹے ہوئے نہیں ہیں۔"

"یہ کیا ہے نوید صاحب؟" اس کے زبردستی ہاتھ میں پیسے تھما دینے پہ وہ حیرت سے بولا۔ پیسے زبردستی ہاتھ سے نکلتے ہی دیکھے تھے ساری عمر۔

"جا رہے ہو تو میرا گیس کا بل جمع کراتے جاؤ۔"

"میں؟" غصہ ظاہر کرنے کی کوشش میں اسے کھانسی کا دورہ پڑ گیا۔

"بہن شاہدہ نے کہا تھا کہ کوئی کام ہو۔ کوئی خدمت ہو کوئی بھی مسئلہ ہو۔ وہ اور ان کا پورا خاندان حاضر ہے۔ یہ لو۔"

ایک بار پھر پیسے اور بل اس کی مٹھی میں دبا کے وہ تیزی سے اپنے گھر کے دروازے میں گھس گیا۔

"اچھا ہوا تسکین پاء۔ تم ادھر ہی مل گئے۔" ہانپتی کانپتی فاطمہ نے اسے پیچھے سے آلیا۔

"آج اسکول سے آدھی چھٹی ہوئی تھی' مجھے ان کے ابا کو یاد کرانا ہی بھول گیا۔ جا کے ذرا میرے بچوں کو تو اسکول سے پکڑ لاؤ۔"

"کیا مصیبت گلے ڈال دی ہے شاہدہ نے۔" وہ بڑبڑائے۔

"ٹیم ہو رہا ہے پاء! جلدی جاؤ۔ آکے جمعدار کو بھی بلوا کے لانا ہے' میرا گٹر بند پڑا ہے۔ ذرا اس کے سر پہ کھڑے ہو کے کھلوا دینا۔"

تسکین نے اسکوٹر کو اس زور سے کک ماری کہ وہ خلاف معمول ایک ہی بار میں اسٹارٹ ہو گیا مگر اب اس کا رخ گھر کی جانب تھا۔

"شاہدہ۔" اپنے ناتواں پھیپھڑوں کی پروا کیے بغیر اس نے دھاڑنے کی جرات کی۔

شاہدہ بیگم کچن میں پیڑھی پہ بیٹھی ارد گرد ڈھیر

ساری سبزیاں پھیلائے ہوئے تھیں۔ سارے برتن اور بڑی بڑی دیگچیاں رکھی تھیں جن سے بھاپ نکل رہی تھی۔ وہ ٹھٹک کے رک گئے۔

"یہ سب کیا ہے؟ کوئی آ رہا ہے؟"

"اتنے فارغ نہیں ہیں میرے میکے والے کہ الیکشن کے بیچ میں ادھر ادھر پھیرے لگا کے ٹیم ضائع کر رہے ہوں۔"

"یہ دعوت کس کے لیے؟ فرخندہ آ رہی ہے؟" انہوں نے اپنی بیاہی بیٹی کا نام لیا جو سال میں دو تین بار میکے کا چکر لگایا کرتی تھی۔

"فرخندہ کدھر آنے لگی ہے؟" شاہدہ بیگم کی سرد آہیں بس ایک بیٹی کے نام پہ ہی نکلا کرتی تھیں۔ اسی کا ذکر ان کے مزاج کی تلخی میں بے بسی اور افسردگی کا تاثر گھولا کرتا تھا۔

"عید کے عید ہی آنے دے اس کا میاں تو بڑی بات ہے۔"

"پھر یہ گوشت۔ یہ پائے' یہ ساگ' ہمارے گھر تو وہی آلو ہی آلو۔ جس دن آلو نہ پکیں اس دن محلے والے بھی آکے پوچھتے ہیں کہ خیریت تو ہے؟ آج آلو نہیں بنے؟"

"ساگ صفیہ کا ہے۔ چاول فرزانہ نے پکانے کو دیے ہیں گھر والے اس سے وہ جلے پک جاتے ہیں اس لیے۔ یہ پائے فاطمہ بہن کے گھر سے پکنے آئے ہیں اور بھائی شاکر کے گھر مہمان آ رہے ہیں ان کے لیے کھیر بنا رہی ہوں۔"

"تم نے یہ کام کب سے شروع کیا ہے؟ نائیوں کی طرح دعوتوں کے کھانے بنانے کا؟"

"یہ میری انتخابی مہم ہے۔ اپنے اسٹائل کی۔"

"چلو۔ الیکشنوں سے اور کچھ ہوا ہو نہ ہوا ہو تقریریں کر کر کے تیری اردو چنگی بھلی ہو گئی ہے۔"

"میں محلے کے لوگوں کی خدمت کروں گی تب ہی دل جیتوں گی ان کے۔ اور پھر ہی وہ میری بات مان کے ووٹ دیں گے سعید تو نہ کو۔"

"ایسی خدمت تو نے میری بہشتن ماں کی کی ہوتی ہس کا دل جیتا ہوتا تو تیرا یہ گلہ نہ رہتا کہ انہوں نے کبھی تیری کوئی بات نہیں مانی تھی۔"

"انہوں نے تو ساری عمر شناختی کارڈ بھی نہیں بنوایا۔ ان کی خدمت کر کے کیا ماننا تھا۔ ادھر سے کم ہوتے تو ملیں گے۔"

وہ دل جمعی سے باریک باریک ساگ کترتی رہیں۔

✿ ✿ ✿

"کالا کلوٹو۔! آج وہ سرا ہفتہ ہے چھ کا پہاڑہ یاد کراتے ہوئے۔ جلدی سے یاد کر کے سناؤ۔ ورنہ دھوپ میں کھڑا کروں گی۔"

شگفتہ نے ایک تیرہ سالہ لڑکے کے کان کھینچتے ہوئے باقی سب کو اجتماعی دھمکی دی۔

"کر دیں مس۔ آج ویسے بھی بڑی سردی ہے۔ ذرا دھوپ ہی سینک لیں گے۔" اس کے مزے لے کر کہنے پہ شگفتہ کو احساس ہوا کہ غلط موسم میں یہ دھمکی دی ہے۔

"وحید۔ موٹی کھال۔ سر میں درد کرا کے رکھ دیا ہے ان کوڑھ مغزوں نے۔ جلدی یاد کرو۔ میں آتی ہوں۔"

وہ ٹیوشن کے لیے آئے بچوں کو پہاڑہ یاد کرنے کا کہہ کر خود اپنے لیے چائے بنانے چلی گئی۔

چائے بنانے کے دوران بھی ان کے رٹا مارنے کی آوازیں اسے کچن تک آتی رہیں مگر جس وقت وہ چائے کپ میں انڈیل رہی تھی اچانک یہ شور تھما اور چند سیکنڈ کے وقفے کے بعد دوبارہ شروع ہوا تو صحن چھ دونی بارہ کے بجائے "سعید ہمارا آوے ہی آوے" کے نعروں سے گونجنے لگا وہ کپ چھوڑ چھاڑ فوراً صحن کی جانب لپکی۔

شاہدہ بیگم تالیاں بجا بجا کے انہیں داد دیتے ہوئے نعرے لگوا رہی تھیں۔

"یہ کیا ہے؟ آپ کو پتا بھی ہے ان میں سے کسی نے کل میڈم کو بتا دیا تو میری نوکری خطرے میں پڑ سکتی

UrduPhoto.com
UrduPhoto.com
UrduPhoto.com

ہے۔۔۔ چلو تم سارے۔۔۔ چھٹی کرو۔۔۔ بھاگو یہاں سے۔۔۔ اور خبردار جو کل کسی نے اسکول میں منہ سے بھاپ بھی نکالی کہ یہاں پہ تم نے سعید کے نام کے نعرے لگائے تھے۔"

بچے بیگ اٹھا کے بھاگے کہ کہیں مس کا ارادہ بدل نہ جائے۔ شاہدہ کو گھورتی شگفتہ بھی اپنے کمرے کی جانب مڑ گئی۔۔۔ ساس کی بڑبڑاہٹ نے اس کا وہاں تک پیچھا کیا۔

"بچے تو معصوم ہوتے ہیں۔۔۔ دل کے صاف۔۔۔ وہی کہتے ہیں جو سچ ہوتا ہے۔۔۔ کیسی استانی ہے جو خود بچوں کو جھوٹ بولنا سکھا رہی ہے۔"

"خالہ۔۔۔ او جو خالہ!" دستگیر اپنے مکار اور خوشامدی چہرے پہ مسکراہٹ سجائے اندر داخل ہوا تو وہ سو کوسنے دینے کی فکر سے آزاد ہو کر مکمل طور پہ اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

"کمال کر دیا ہے خالہ! پورے محلے میں شاہدہ شاہدہ اور سعید سعید ہو رہا ہے۔"

"ہائے میں مر گئی۔" اس نے دل کے بیچوں بیچ ہاتھ رکھا۔ "ساری جوانی سنبھال کے گزار دی اور اب اس عمر میں میرا نام کسی غیر بندے کے ساتھ۔"

"او ہو خالہ! یہ بدنامی نہیں مشہوری ہے۔ لگتا ہے سارا محلہ سعید صاحب کے گن گا رہا ہے۔"

"کیوں نہ گائے۔ میں نے ایک ایک بندے سے اس کے مطالبے سعید صاحب سے منوانے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ دیکھو لسٹ بھی بنوا کے رکھی ہے۔۔۔ یہ دے دینا سعید صاحب کو۔"

دستگیر نے لسٹ ہاتھ میں لی اور جیسے جیسے پڑھتا گیا ویسے ویسے کرسی سے اٹھتا گیا۔

"یہ کیا کیا ہے خالہ؟۔۔۔ کر دیا نا میرا کباڑا۔"

[illegible] لوگوں کے لیے۔"

[illegible] بھی ٹھیک کروں گا۔" اس نے لسٹ ہوا میں لہراتے

ہوئے غصے سے کہا پھر عاجزی سے گڑگڑانے لگا۔

"خالہ! خود سوچو۔۔۔ اگر شوکت حسین کے گھر کاکا ہونے والا ہے تو سعید صاحب کہاں سے ان کی پنجیری بنواتے پھریں اس کی بیوی کے لیے؟ اگر زاہد علی گجر کی گائیں بھینسیں دودھ نہیں دیتیں تو سعید صاحب کیا ڈاکٹر ہیں جو جا کے ان کا علاج کریں گے۔ الیکشن کا بھلا بھینسوں سے کیا تعلق! اب میں سعید صاحب کو کیا منہ دکھاؤں گا۔"

"یہی منحوس والا۔۔۔ اور کیا اس کے دکھانے کے لیے کوئی دوسرا منہ رکھا ہوا ہے؟"

شاہدہ بیگم کو اپنے "انتخابی اقدامات" پہ تنقید ذرا پسند نہ آئی۔ ابھی تو اس نے کل کے جلسے کے لیے کی جانے والی اپنی شاندار تیاریاں بھی بتانا تھیں اسے۔

☼ ☼ ☼

"تم نے نعروں کی تیاری تو کر لی ہے ناں اچھی طرح؟"

وہ تحسین کو ایسے تیار کر رہی تھی جیسے پچھلے وقتوں میں بیبیاں محاذ پہ بھیجتے ہوئے اپنے سرتاج کو رخصت کیا کرتی تھیں اور جب اپنی تسلی کے لیے اس نے کوئی ساتویں بار یہ سوال کیا تو وہ چڑ گیا۔

"یقین نہیں آ رہا تو میرے پھیپھڑوں کا ایکسرے کروا کے دیکھ لے۔۔۔ جن کی زبان باہر آ گئی ہے۔"

"اچھا اچھا۔۔۔ یہ نعروں کی لسٹ۔۔۔ بھول بھی تو جاتے ہو تم۔ یہ والا جو ساروں سے اوپر لکھا ہے ناں یہ مائیک کے پاس جا کے لگانا زور سے۔"

"یہ لو تحسین! یہ سارے بورڈز اور بینرز میں نے خود بنائے ہیں اور بڑی محنت سے۔"

اپنے کمرے کے دروازے پہ کھڑی شگفتہ نے کن انکھیوں سے ساس سسر کو دیکھتے ہوئے تحسین کے ہاتھوں میں ایک پرچہ پکڑا دیا۔

"خود بنائے ہیں ٹیوشن والے بچوں سے لکھوائے ہیں۔" شاہدہ بیگم سے یہ غلط بیانی برداشت نہ ہوئی۔

"ان کے ماں باپ انہیں پڑھانے کے پیسے دیتے

ہیں اور تم ان سے پوسٹر لکھوا رہی تھی۔"

"نعرے اور تقریریں ان سے بنوائی ہیں تو تقریر۔" شگفتہ نے ان سنی کرنے کی کوشش کی۔

"ہونہہ۔۔۔ تقریروں سے کیا ہوتا ہے؟ جس طرح کا وہ خرچ کر رہا ہے وہ تیری سپارہ کرنے والی بھی نہیں کر سکتی۔"

"خاک بھی خرچ کرنے سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔" بالآخر شگفتہ کو بھی غصہ آ ہی گیا۔ وہ تقریر والا پرچہ تخت پہ پٹخ کر مقابل کھڑی ہو گئی۔

"سارے جانتے ہیں کہ سعید ٹوانہ نے پچھلی بار بھی سوائے اپنے اور اپنے خاندان کے علاوہ کسی کے لیے کچھ نہیں کیا۔"

"چلو۔۔۔ خاندان کے لیے تو کیا؟" شاہدہ بیگم نے بھی نعروں کی لسٹ پٹخی اور کمر پہ ہاتھ رکھ کے لڑنے لگیں۔

"چل بھئی۔" تسکین نے آنکھ کے اشارے سے تحسین کو کھسکنے کا مشورہ دیا۔ دونوں نے اپنے اپنے سامان سنبھالے اور چل نکلے اپنی اپنی بیگمات کی انتخابی مہم کا مورچہ سنبھالنے۔

☼ ☼ ☼

"ہائے مر گیا۔۔۔ اوئے ہائے۔"

دونوں منہ پھلائے اپنے اپنے معمول کے کاموں میں مصروف تھیں جب تحسین کراہتے ہوئے اندر آیا۔ اس کے کپڑے پھٹے ہوئے، بال بکھرے ہوئے تھے، چپل غائب تھی۔۔۔ جابجا سرخ و نیلے نشانات چہرے پہ نظر آ رہے تھے۔

"ہائے میرا پتر۔۔۔ میرا تحسین۔" شاہدہ لپک کے آگے بڑھیں۔

"کس نے کیا تمہارا یہ حال؟" شگفتہ نے بھی دلسوزی سے پوچھا۔

"تم لوگوں کی لڑائی نے۔۔۔ ہائے۔" اس نے ہاتھ میں پکڑا پرچہ شگفتہ کی جانب بڑھایا۔

"سعید ہمارا آوے ہی آوے۔۔۔ سعید سب سے

آگے ہے۔۔۔ یہ کیا ہے؟" [illegible] ماتھے پہ بل ڈال کر پوچھا۔

"یہ وہ نعرے ہیں جو میں تمہاری لکھی تقریر سمجھ کے سپارہ میڈم کے جلسے میں اسٹیج پہ چڑھ کے لگا آیا۔۔۔ اس کے بعد ایک ایک نے جو مجھے لگائی ہے۔۔۔ ہائے۔"

"تو وہ تقریر کہاں گئی؟" اسے تحسین سے زیادہ فکر اپنی تقریر کی تھی۔

"یہ ہے تمہاری وہ لعنتی تقریر۔" تسکین بھی تقریباً اسی حال میں لڑکھڑاتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

"جو میں اس کے کہنے پہ مائیک کے سامنے جا کے نعرے سمجھ کے گلا پھاڑ پھاڑ کے پڑھتا رہا۔۔۔ میرے کپڑے تو پھاڑنے ہی تھے انہوں نے۔"

"ستیاناس۔" وہ دونوں لوٹ پوٹ کے رہ گئیں۔

☼ ☼ ☼

"چلو اب بس بھی کرو۔" شگفتہ اسے آئیوڈیکس لگاتے ہوئے کوفت سے کہہ رہی تھی جس نے رات بھر ہائے ہائے کر کے دماغ ہی چاٹ لیا تھا۔

"ہائے امی جی! ہائے۔" اس نے ماں کا نام لے کر دہائی دی۔

"ہائے میرا لال۔۔۔" شاہدہ بیگم لپک کے اندر آئیں اور اس کا ماتھا چومنے لگیں۔

"امی جی! آپ کا لال نیلوں نیل ہو گیا ہے۔"

"تم کھڑی کیا دیکھ رہی ہو بہو بیٹھ؟ جا کے دیکھو تحسین کے باپ کو۔ اس سے زیادہ گرم کر کے کھانے کو کیا تھا مگر میری خدمت اور دیکھ بھال نے اسے بھلا چنگا کر دیا ہے۔ اب تو منہ سے ہائے بھی نہیں نکل رہی۔"

"آپ کے سامنے تو ان کے منہ سے ویسے بھی کچھ نہیں نکلتا۔" وہ بڑبڑا کے رہ گئی۔

"جا میرا منہ کیا تک رہی ہے۔ گرم گرم دودھ میں بادام پیس کر ڈال کے لا۔۔۔ اس سے دل کو طاقت ملتی ہے۔"

UrduPhoto.com

شگفتہ نے میز پہ رکھا دودھ کا گلاس اٹھایا جو کچھ دیر پہلے ہی لائی تھی اور الماری میں سے اخبار نکال کر بادام توڑنے لگی۔ ایسی چیزوں کا اس نے کمرے میں ہی خاصا ذخیرہ رکھا ہوا تھا۔

"میرا بچہ...! مجھ سے تو دیکھی نہیں جاتی اس کی حالت۔"

رقت کے ساتھ کہتے ہوئے اس نے شگفتہ کے ہاتھ سے گلاس لیا اور منہ سے لگا لیا۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ تحسین کا بڑھا ہوا ہاتھ بھی وہیں ساکت ہو گیا۔

"امی جی!" اس نے بھرپور احتجاج کیا۔

"تحسین اور اس کے ابو کو اس حال میں دیکھ کے میرا تو دل بیٹھ رہا تھا۔ دو گھونٹ پی کے ذرا حالت سنبھلی ہے۔ اچھا میں جا رہی ہوں ذرا انتخابی دورے پہ..... ہانڈی بنا لینا۔"

اتفاق سے آج کا دورہ خاصا مایوس کن ثابت ہوا۔ شاہدہ بیگم کے کیے وعدوں کی یقین دہانی کرانے کے لیے آٹھ دس لوگوں کا وفد سعید ٹوانہ کے دفتر تک ہو آیا تھا ..... اور تب سعید ٹوانہ کے صاف صاف کہہ دینے پہ کہ وہ ان مسائل کا ذمہ دار نہیں' وہ تمام خاصے بھرے ہوئے تھے۔ شاہدہ بیگم کو بھی خاص لفٹ نہ ملی تو وہ جلدی واپس آگئیں۔

"خانہ داری کا سبق پڑھ لیا ہے تو آ کے میری بات سن جا۔"

شاہدہ بیگم نے اندر آتے ہی تخت پہ نیم دراز اخبار کا مطالعہ کرتی شگفتہ اور اس کے پائنتی پہ بیٹھے بڑے انہماک سے آلو چھیلتے تحسین کو دیکھا تو جھٹ طعنہ دے مارا۔ وہ ہڑبڑا کے رہ گیا۔

"وہ..... امی جی! میں..... ہاں میں تو شگفتہ سے چائے کا کہنے آیا تھا۔"

"چھری سے آلو پہ لکھ کے دے رہے تھے کہ چائے بنا دو۔"

"آج کی تازہ خبر....." حسب عادت اور حسب معمول دستگیر بغیر دستک دیے اندر داخل ہوا۔

"چلو خبر ہی تازہ سنا دو۔ باقی سب کچھ تو ہے ہی پرانا..... وہی آلو..... وہی چخ چخ۔"

"خبر یہ ہے خالہ! کہ مہ پارہ خاتون بیٹھ گئی ہے۔"

"بڑے لوگوں کی بڑی باتیں..... یہ ان کے ہاں اٹھنے بیٹھنے کی بھی خبریں بن جاتی ہیں..... غریب بندہ چاہے لک تڑوا کے آجائے کسی کو پتہ نہیں چلتا۔" تحسین نے کمر سہلاتے ہوئے کہا۔

"او نہیں تحسین بائی جان...! وہ والا بیٹھنا نہیں۔"

اس سے پہلے کہ وہ وضاحت دیتا یہ فریضہ شاہدہ بیگم نے سنبھال لیا۔

"پاگلے...! اس کا مطلب یہ ہے کہ الیکشن میں بے چاری جلسے کر کر کے اور تقریریں پڑھ پڑھ کے تھک گئی ہو گی تو اب بیٹھ گئی ہے..... ہے ناں دستگیر؟"

"تو شگو جی! آپ اپنی مہ پارہ میڈم کے لیے اسٹیج پہ کرسی رکھ دیتیں..... وہ بیٹھ کے تقریر کر لیتیں۔"

تحسین نے دردمندانہ صلاح دی۔ دستگیر کا منہ وضاحت کے لیے کھلا مگر شاہدہ بیگم نے اس کھلے منہ سے ایک لفظ تک نکلنے کا موقع نہ دیا۔

"رہا نہ جھلے کا جھلا..... بیٹھ کے تقریر نہیں کرتے' غزلیں پڑھتے ہیں..... وہ پکے راگ والی۔"

"تو امی جی! کون سا فرق ہے دونوں میں۔ دونوں کو ہی سن کے نیند آتی ہے۔"

"او بات تو سنو میری..... بیٹھنے کا مطلب ہے وہ سعید صاحب کے حق میں بیٹھ گئی ہیں..... الیکشنوں میں۔ آئی سمجھ میں بات۔" اس نے ایک سانس میں کہہ ڈالا..... تاکہ دونوں میں سے کوئی ایک بار پھر تجزیہ نہ کرنے بیٹھ جائے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" سب سے زیادہ حیرت شگفتہ کو ہوئی۔

"وہ تو بڑی مخالف تھیں سعید صاحب کی۔ ہر تقریر میں ان کے خلاف اتنا بولتی تھیں۔"

"ضرور پیسے لے کر بیٹھی ہو گی۔" شاہدہ بیگم نے خیال ظاہر کیا۔

"ہیں! بیٹھنے کے بھی پیسے ملتے ہیں؟" تحسین کی

UrduPhoto.com

جیسے اس کا کلیجہ نوچ لیا۔ اس نے سہمی ہوئی نظروں سے کمرے میں موجود باقی کے تینوں نفوس کی جانب دیکھا۔ تسکین خاموش سر نیہوڑائے بیٹھے تھے۔ ان کی سدا بہار کھانسی بھی دم سادھے ہوئے تھی۔ تحسین بے بس سا نظر آ رہا تھا جیسے اندر ہی اندر کسی طوفان کو دبا رہا ہو اور شگفتہ۔۔۔ اس کی گود میں فرخندہ کی چھ ماہ کی بچی سو رہی تھی اور خود وہ ہمدردی اور محبت سے اپنی نند کے ہاتھ سہلا رہی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟" وہ لڑکھڑاتے قدموں کے سہارے آگے بڑھیں۔ فرخندہ دوپٹے کا گولہ منہ میں دبا کے سسکیاں بھرنے لگی تو تسکین کا سر کچھ اور جھک گیا۔ شگفتہ کی ہمدردی آنکھوں کی نمی کی صورت ظاہر ہو گئی اور تحسین اٹھ کے بے چینی سے کمرے کے چکر کاٹنے لگا۔

"کوئی نئی بات نہیں امی جی۔ وہی جو ہر دوسرے دن ہوتا ہے۔ وہی گالم گلوچ۔۔۔ وہی مار پیٹ۔۔۔ ہاں اس بار نئی بات یہ ہوئی ہے کہ انہوں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔"

"اور سجاد؟" شاہدہ بیگم نے اپنے داماد کے بارے میں پوچھا۔

"وہ چپ رہے۔ اپنی ماں کے آگے کہاں دم مار سکتے ہیں وہ۔"

"کیسے چپ رہا۔۔۔ اس کی بیوی کو گھر سے نکال دیا، بچوں کو نکال دیا اور وہ چپ چاپ دیکھتا رہا؟" شگفتہ نے تیز لہجے میں کہا۔

"تحسین! تم جا کے بات کرو سجاد بھائی جان سے۔ بلکہ دفتر جا کے کرو۔۔۔ یا پھر ہاں یہ ٹھیک ہے۔ انہیں گھر لے کر آؤ۔ سارے مل کے بات کرتے ہیں۔" شگفتہ نے راہ سجھائی۔

"وہ دل کے بہت اچھے ہیں [illegible] مگر کیا کریں مجبور ہیں وہ۔۔۔ سارے بھائیوں سے [illegible] جاتے ہیں۔"

"تو مت [illegible] ہو جائے۔"

"وقتی تھوڑی تھوڑی [illegible] گزارا [illegible] امی جی۔ اگر ایسے کو [illegible] چاہتے ہیں کہ ہم یہاں سے نکل [illegible] بہانے سے تنگ کرتے ہیں۔ [illegible] ذمہ داری میرے اکیلے [illegible] بھی گھر سے نکل نہیں [illegible] جس کا دل چاہتا ہے [illegible] ہے۔ آج تو گھر سے نکال دیا [illegible] اور اس کے پیچھے سجاد بھی چلے جائیں [illegible] جائیں نکل کے۔ میرا تو بیٹے کا آسرا [illegible] پڑی ہوں گی۔۔۔ وہ۔"

فرخندہ پھر سے سسکنے لگی۔ شاہدہ بیگم [illegible] ٹھنڈی آہ بھری۔

"تو تحسین! تم انہیں بھی یہاں آنے کا [illegible] فائدہ ذلیل ہو کے رہنے کا۔ یہ بھی تو ان کا اپنا [illegible]"

شگفتہ نے وہ بات کہہ دی جو بارہا شاہدہ بیگم کے من میں آئی تھی مگر وہ اسے زبان تک نہ لائی تھیں۔ انہیں اپنے گھر کا سکون بے حد عزیز تھا۔ بیٹی کی اپنی جگہ مگر جس پرائی بیٹی کو وہ اس گھر میں لائی تھیں اس کے حقوق غصب نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

"اتنے بڑے گھر میں ہم چار لوگ ہی تو رہتے ہیں۔ فرخندہ آ جائے گی تو رونق ہو جائے گی۔۔۔ ہمارے گھر میں بچے بھی تو نہیں ہیں۔ اسی بہانے بچے۔۔۔" شگفتہ کی آواز بوجھل ہو گئی۔ اس نے گود میں لیٹی فرخندہ کی بچی کے ماتھے پہ لب رکھے۔۔۔ اور شاہدہ بیگم نے شگفتہ کی پیشانی پہ۔

"جیتی رہو۔"

"ٹھیک ہے میں جاتا ہوں سجاد کے دفتر اور کہہ دیتا ہوں کہ جب تک حالات ٹھیک نہیں ہوتے [illegible] پورے حق سے ہمارے گھر میں رہیں۔ کوئی ضرورت نہیں ہے ذرا سے فائدے کے لیے کسی سے دبنے کی

UrduPhoto.com

اور ذلیل ہونے کی۔"

تحسین کی بات نے شاہدہ بیگم کو جیسے جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔

"ذرا سے فائدے کے لیے؟" وہ رات دیر تک اسی ایک نکتے پہ سوچتی رہیں۔

* * *

"کیا بات ہے؟ آج کل تیرے دورے رکے ہوئے ہیں؟"

کوئی تیسرے دن ڈرتے ڈرتے تسکین نے اس سے پوچھا۔ جس دن سے فرخندہ آئی تھی۔۔۔ وہ ایسے ہی گم صم تھیں۔ وہ سمجھ گئے کہ بیٹی کے ساتھ ہوئے ناخوشگوار حادثے کا اثر ہے۔ آخر اکلوتی اور لاڈلی بیٹی تھی۔۔۔ بیاہی بیٹیوں کے دکھ تو بڑے بڑے طرم خانوں کو ہلا کے رکھ دیتے ہیں وہ تو پھر ایک عورت تھیں۔۔۔ ذرا سی جذباتی۔۔۔ ذرا سی بڑبولی۔۔۔ ذرا سی لالچی۔۔۔ ذرا سی مطلبی۔۔۔ مگر بہرحال ایک عورت جو ماں بھی تھی۔

لیکن اب تو سب ٹھیک تھا۔ تحسین اور شگفتہ اس طرح محبت سے سجاد کو منا لائے تھے کہ اسے سسرال میں رہنے میں کبھی محسوس نہ ہوئی۔ ویسے بھی بھائیوں بھابیوں کے رویے سے وہ اس حد تک دل برداشتہ ہو چکا تھا کہ یہی مناسب سمجھا کہ جب تک ذرا بہتر ملازمت نہیں مل جاتی تب تک یہیں رہ لیا جائے۔ تحسین کے ساتھ والے کمرے کو ان دونوں کے لیے ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ فرخندہ کا جہیز کا سامان ٹرک پہ لد کے واپس آ گیا۔۔۔ شگفتہ کا رویہ خاصا حوصلہ افزا تھا۔۔۔ پھر شاہدہ بیگم کا یوں دو دن سے مسلسل گھر کے اندر رہنا تسکین کو ہضم نہ ہو رہا تھا۔

"تمہاری انتخابی مہم کا کیا بنے گا؟"

"کچھ تے سواہ۔" بالآخر وہ ان کے منہ سے کہلوانے میں کامیاب ہو ہی گئے۔

"اور سعید صاحب کا کیا ہو گا؟ تیرے بغیر وہ کیسے جیتے گا یہ الیکشن؟"

"اللہ کرے نہ ہی جیتے۔" وہ بلبلا اٹھیں۔

"پر انقلاب کیسے؟"

"تسکین! ابھی سوچتی ہوں اس بار ووٹ کرنا ہے تو بڑا سوچ سمجھ کے۔۔۔ صحیح فیصلہ کر کے۔"

"بغیر تمیں کمائے؟" وہ حیرت سے بولے۔

"ہاں۔۔۔ بغیر سوچے سمجھے فیصلہ کرنے کا ایک انجام تو دیکھ لیا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ قطعاً نہ سمجھے۔

"فرخندہ۔" شاہدہ بیگم نے سرد آہ بھر کے کہا۔

"اس کے مستقبل کا فیصلہ کرنے میں ہم نے کتنی جلد بازی کی۔ نری باہر کی شو شا پہ ریجھ کر فیصلہ کر لیا۔۔۔ نہ گھر بار دیکھا نہ لوگ پرکھے۔ چلو قسمت اچھی تھی جو سجاد کو وقت پہ عقل آ گئی ورنہ پہلے تو وہ بھی بھائیوں کے آنکھ کے اشارے پہ چلتا تھا۔ اب میں یہ غلطی نہیں کرنے والی۔"

"فرخندہ کی شادی کا الیکشنوں سے کیا تعلق بھلے لوکے؟"

"ہے۔۔۔ بڑا گہرا تعلق ہے۔ دیکھ ناں تسکین! یہ تو ایک بندے کی زندگی کا معاملہ تھا اس میں میں نے عقل سے کام نہ لیا تو بے چاری کی زندگی کے اتنے سال برباد ہوئے اور ووٹ۔۔۔ یہ تو پوری قوم پورے ملک کے مستقبل کا معاملہ ہے۔ اس پہ میں کیسے دل تو چلا لوں۔۔۔ اپنے ذرا سے فیدے کے لیے میں کیسے سعید ٹوانہ جیسے بندے کو آگے لے آؤں۔۔۔ ناں میں نے پکا فیصلہ کر لیا ہے اب ووٹ اسے دینا ہے جو ووٹر نہ خریدے۔۔۔ خوشیاں خریدے۔"

ان کے پرعزم لہجے پہ تسکین نے ایک تسکین بھری سانس لی تھی۔

"آپ کے کمرے کی کھڑکی بھی اس ورانڈے میں کھلتی تھی جہاں میں مولوی جی سے سبق لیا کرتا تھا۔"

"ارے یہ تو حق ہوتا ہے بیویوں کا..... اور اچھا ہے اس سے دوسروں کی معلومات میں ہی اضافہ ہوتا ہے۔ جیسے مجھے تیس سال شاہدہ کے ساتھ گزارنے کے بعد بھی اس کے بارے میں وہ کچھ پتا نہ چل سکا جو تمہاری بیوی سے سنا ہے۔ ویسے وہ کس دورے پہ نکلی ہوئی ہے؟"

"الیکشن لوٹ لو دورے پہ۔"

"یہ سیل کون سے بازار لگی ہے؟"

"ہر گلی..... ہر محلے کے بازار میں۔ آج تو امی جی 'خالہ جی کے محلے میں ہونے والے جلسے میں گئی ہیں۔"

"پیروں میں بلیاں ہیں شاہدہ کے..... دوسرے محلے میں ہونے والے جلسے میں جانے کی کیا تک ہے۔ ہماری محلے میں کیا جلسے نہیں ہوتے۔"

"او رہنے دو ابا جی! جیسا ہمارا محلہ..... ویسے ہمارے امیدوار۔ ایک نمبر کے کنجوس۔ پورے شہر میں فیشن پھیلا ہوا ہے..... سیاسی فیشن کہ جس کا جو انتخابی نشان ہوتا ہے وہ ہی جلسے میں آنے والا ہر بندے میں بانٹتا ہے۔"

"مفت؟" تسکین چونکے۔

"ہاں جی ابا جی..... بالکل مفت۔ خالہ کے علاقے کا امیدوار جلسے میں آنے والے ہر بندے کو عینک دے رہا ہے۔"

"نظر کی؟ میرا نمبر بھی بڑھ گیا ہے شاید۔"

"نہیں ابا جی..... ! سن گلاسز۔"

"کبھی کہتے ہو عینک ملے گی۔ کبھی کہتے ہو گلاس ملتے ہیں۔ پھر کہو گے نہیں جگ ملے گا۔" تسکین اس غلط بیانی پہ برا مان گئے۔

"او ہو ابا جی!" وہ بھی زچ ہوا۔

"سن گلاسز..... یعنی کالے چشمے۔"

"اچھا اچھا..... وہ جو اندھے لگاتے ہیں۔"

"صرف اندھے نہیں، گلوکار اور ہیرو بھی لگاتے ہیں۔"

"چلو اچھا ہے..... ڈھیر لگالیں گے گھر پہ..... آشوب چشم کی بیماری میں کام آئیں گے۔"

☼ ☼ ☼

"او تحسین..... تسکین..... نی شگفتہ!"

باہر رکشے میں پھنسی بیٹھی شاہدہ بیگم واویلا کر رہی تھیں۔

"اوئے پاء رکشے والے..... ! دیکھ نہیں رہے کہ میں پھنس گئی ہوں۔"

"کس کے ساتھ؟"

وہ بھی اسی محلے کا تھا..... شاہدہ بیگم کے سامنے اسی گلی میں کھیل کے جوان ہوا تھا..... فوراً" ٹھٹھے بازی پہ اتر آیا۔

"بے غیرتا..... ! مخول کرتا ہے خالہ کے ساتھ۔ نیچے اتر رکشے سے اور میرا سامان نکال۔"

"او ہو..... خالہ..... !" وہ بد مزہ سے منہ بناتا اترا۔

"اتنا سامان لے کر رکشے میں چڑھنے میں ضرورت کیا تھی، سوچ سمجھ کے بیٹھنا چاہیے رکشے میں۔"

"جو سوچے گا' سمجھے گا..... وہ رکشے میں ہی کیوں بیٹھے گا۔ یہاں تو بندہ بیٹھتا ہی تب ہے جب یا تو اس کی مت ماری جاتی ہے یا پھر آئی ہوتی ہے۔"

"کیا؟"

"شامت اور اب ہٹو ہٹو سامنے اسکول سے نکلتی کڑیوں کو دیکھنا بند کر..... اور یہ تھیلا نکال۔ ورنہ تیری شامت لے آؤں گی۔"

"ہمارے بھی دن بدلنے والے ہیں خالہ..... ! ہمارا ایک رکشے والا ساتھی بھی الیکشن میں کھڑا ہوا ہے اور اگر وہ جیت گیا تو ہم اسمبلیوں تک پہنچ جائیں گے۔"

"رکشے سمیت..... ہیٹ ہیٹ کرتے ہوئے اور اسمبلی میں جانے سے پہلے ایک ہاتھ میری گھر کی گھنٹی پہ ہی مار دے۔ تجھے تو توفیق نہیں ہوئی' میرا تحسین ہی تجھے نکالے گا۔"

رکشے والے نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے بیل

UrduPhoto.com

بجادی۔ دوسری تیسری بیل پہ تحسین نے بری سی
شکل بناتے ہوئے دروازہ کھولا۔
"ہائے تحسین۔۔۔!" شاہدہ بیگم نے دہائی دی۔
"امی آپ۔۔۔ کیا ہوا اندر کیوں نہیں آرہیں؟"
"کب سے تو آوازیں دے رہی ہوں۔ بیٹھا لیکچر
سن رہا ہوگا اپنی زنانی کا۔"
"نہیں نہیں امی جی۔۔۔! وہ تو گھر پہ ہی نہیں ہے
ایمان سے۔"
وہ تب بھی دروازے پہ کھڑا صفائیاں دیتا رہا۔۔۔۔
[illegible] والا صبر کی آخری حد کے پاس پاس پہنچ گیا تھا۔
"تجھے رکشے کا شور بھی نہیں سنائی دیا؟"
"ہاں۔۔۔"
مسلسل جرح جاری تھی۔
"وہ میں سمجھا ابا جی کھانس رہے ہیں۔"
"او خالہ! اسکول سے چھٹی ہو گئی ہو گی۔۔۔ بچے
انتظار کر رہے ہوں گے۔"
"ارے بے ہدایتا۔ شاہدہ بیگم کو بے وقوف بنا رہا
ہے تیری کب شادی ہوئی ہے جو بچے اسکولوں میں جا
کے تیرا انتظار بھی کرنے لگے؟"
"میرے اپنے بچے نہیں خالہ۔۔۔! وہ بچے جنہوں
نے میرا رکشہ لگوایا ہوا ہے آنے جانے کے لیے۔
پہلے اتنی دیر ہو گئی ہے، تین جگہ تو راستے میں آپ
نے رکشہ رکوایا تھا، ایک جگہ مسالے والی گاجر مولی
کھانے کے لیے، دوسری دفعہ ٹھنڈی بوتل پینے کے
لیے اور تیسری بار۔۔۔"
"امی جی!" تحسین نے بات کاٹی۔ "مسالے والی
گاجر مولی کے بعد ٹھنڈی بوتل؟ کیا ہو گیا ہے آپ کو؟
[illegible] اس سے ہیضہ ہو جاتا ہے۔"
"چل چل۔۔۔ وڈا حکیم نہ بن۔۔۔ آیا وڈا استانی کا
[illegible]۔"
[illegible] ہو کے رہ گیا جیسے استانی کا شوہر ہونا بھی ایک
[illegible]۔
"[illegible] مجھے تو نکال۔۔۔ بلکہ پہلے اس تھیلے کو نکال
[illegible] میں نکلوں گی۔"
"[illegible] ہوائی جی؟" حیرت کے مارے اس

کا پہلے سے پھولا ہوا منہ اور بھی وسیع نظر آنے لگا۔
"عقل مندا۔۔۔ میری گود میں ہے تھیلا اور پھنس
گیا ہے، نکال اسے۔"
"آہا۔۔۔ عینکوں کا بھرا تھیلا۔" وہ خوشی خوشی تھیلا
کھینچ کے نکالنے لگا۔
اور جب صحن کے بیچوں بیچ بچھی چارپائی پہ بیٹھے
سے بیٹھنے کے بعد شاہدہ بیگم نے تھیلے میں سے "بلی"
یعنی مفت کا مال برآمد کیا تو سب سے لمبی چیخ بھی تحسین
کی نکلی۔
"ہاتھ کے پنکھے؟ یہ کیا ہے امی جی؟"
"میں تو آپاں کے محلے ہی جا رہی تھی مگر وہ تو اچھا ہوا
اسٹاپ پہ پاء منظور مل گیا اور اس نے بتایا خورشیداں
کے علاقے والے جلسے میں ہاتھ کے پنکھے مل رہے ہیں
۔۔۔۔ میں نے کہا، کالی عینکیں لگا کے تم پیو، پتر عینک
والے جن بنے پھرو گے، یہ ہاتھ کے پنکھے لے جاتی
ہوں کام آئیں گے۔"
"کھتے سواہ کام آئیں گے۔ عینکیں آتیں تو
میں شاہ عالمی بازار میں اپنے دوست تابعدار کی دکان
کے باہر اسٹال ہی لگا لیتا۔"
"اور بات تو بتا شاہدہ!" تسکین نے کھانستے ہوئے
پوچھا۔
"اتنی ٹھنڈ میں ہاتھ کے پنکھے کرتے کیا ہیں؟"
"اور کیا۔۔۔ اتنا کرایہ لگا کے آپ گئی ہی تھیں تو کام
کی چیز لاتیں۔"
شاہدہ بیگم کی بہو شگفتہ سبزی کی سرخ رنگ کی
ٹوکری لیے باہر نکلی جو تازہ پالک سے بھری ہوئی تھی۔
"امی جی! پالک تازہ ہے ناں۔۔۔ اور میتھی دیکھیں
کتنی خوشبو والی ہے۔" شگفتہ نے ٹوکری آگے کرتے
ہوئے معصومیت سے پوچھا۔۔۔ اور چونکہ اتنی زیادہ
معصومیت دکھانا اس کی سرشت میں نہیں تھا اس لیے
شاہدہ بیگم نے قدرے مشکوک نظروں سے اسے گھورا
پھر پالک کو اور پالک سے ہوتے ہوئے نظر سرخ رنگ
کی پلاسٹک کی ٹوکری تک گئی۔ جس کی ملائم سطح عمدہ
پلاسٹک کی وجہ سے چمک رہی تھی۔ شاہدہ بیگم کو عادت

UrduPhoto.com

باچھیں پھیلیں۔ ”میں تو پھر لمبی رقمیں کما سکتا ہوں۔“
”بیٹھ کے آلو چھیلنے کے نہیں ملتے۔“ ماں نے گھورا۔
”او نہیں جی..... بات پیسوں کی نہیں ہے‘ دراصل ان کی نند...“
”لے..... اس کی نند کہاں سے آ گئی؟“ شاہدہ بیگم نے پھر نکتۂ اعتراض اٹھایا۔
”وہ تو آپ نند ہے‘ شگفتہ کی میڈم کی۔“
”ضروری نہیں‘ جو کسی کی نند ہو‘ اسے سزا کے طور پہ اپنی کوئی ذاتی نند نہ ملے۔“ شگفتہ نے تنگ کر کہا۔
”مہ پارہ میڈم تو خود کفیل ہے نندوں کے معاملے میں۔ پوری چار نندیں ہیں اور سب سے چھوٹی والی سعید صاحب کے ساتھ۔“ اس نے باقی کی بات آنکھ مار کے سمجھائی۔
”چہ چہ... بے چاری۔“ پہلی بار شگفتہ اور شاہدہ نے متفقہ طور پر کسی رائے کا اظہار کیا۔
”الیکشنوں سے ایک دن پہلے ان کی منگنی ہو رہی ہے اور شادی الیکشنوں کے بعد..... بشرطِ زندگی..... اور بشرطِ طبیعت۔“
”دیکھا..... ایسی ہوتی ہیں بھابیاں..... قربانیاں دینے والی‘ سسرال کے لیے اپنا دل مارنے والی..... اسٹار پلس کے ڈراموں جیسی۔“ شاہدہ بیگم کے جتلانے پہ شگفتہ نے فوراً وضاحت کی۔
”قربانی کیسی؟..... ایسی نند جو چودہ سالوں سے سینے پہ مونگ دل رہی ہو اور جس کی شادی ہونے کا نام نہ لے رہی ہو‘ اگر ایسے میں کوئی آنکھوں کا اندھا..... قسمت کا مارا اسے مہ پارہ بیگم کی زندگی سے دور لے جا ہی رہا ہو تو ان کا کیا دماغ خراب ہے‘ جو وہ اس کے ہونے والے شوہر سے پنجہ آزمائی کر کے اسے دوبارہ سے گھر بٹھا لیں..... اس سے تو اچھا ہے وہ خود بیٹھ جائیں۔“
”شکر ہے میرے مولا کا..... ایک کانٹا تو نکلا۔“ شاہدہ بیگم نے دونوں ہاتھ اٹھا کے جھومتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر شگفتہ پہ طنز اچھالا۔
”اور سعید صاحب کے حمایتوں میں اضافہ ہوا، ظاہر ہے تم جس کے حق میں تقریریں کرتی پھر رہی، وہ تو ہو گئی سعید صاحب کے حق میں یعنی اب تم سعید صاحب.....“
”ہونہہ.....“ وہ چڑ کر وہاں سے اٹھ گئی۔

✵ ✵ ✵

”مجھے سعید صاحب سے ملنا ہے۔“
”او بی بی تم ہے کون؟“ پٹھان چوکیدار نے نخوت سے پوچھا۔
”میں سعید صاحب کی خاص بندی ہوں۔“ شاہدہ بیگم نے قدرے اکڑ کے کہا۔
”او بی بی..... ام سب اللہ کا بندہ اے..... ام بندی اے۔“
”ہاں ہاں۔“ وہ جز بز ہوئی۔ ”زیادہ تبلیغ نہ کرو، جانے دے مجھے۔“
”نہیں‘ ام اندر نہیں جانے دے گی۔ اندر میٹنگ ہو رہا ہے۔“
”اوئے میں کہہ تو رہی ہوں مجھے سعید صاحب نے خود بلایا ہے۔ چل پیچھے ہٹ۔“ اس نے چوکیدار کی منحنی سی کمر میں ٹھوکا دیا اور اسے پرے ہٹاتی اندر بڑھ گئیں۔ بے چارہ تھا تو پٹھان..... مگر سوائے مونچھوں اور کڑک دار آواز کے کچھ اور ایسا نہ تھا کہ رعب دار کہلاتا۔
”وڈا آیا شاہدہ بیگم پہ پابندیاں لگانے والا۔ اسے ابھی پتہ ہی نہیں کہ شاہدہ بیگم چیز کیا ہے؟“
”اوئے دستگیر! یہ تیری خالہ‘ شاہدہ بیگم چیز کیا ہے؟“ راہداری سے گزرتے ہوئے بڑے سے ڈرائنگ روم سے آتی سعید ٹوانہ کی آواز پہ وہ ٹھٹھک کے رکیں۔
”سر جی! مجھے کیا پتہ تھا خالہ نے اتنا مسئلہ کھڑا کر دینا ہے‘ میں نے آپ کے فائدے کی خاطر...“
”ایسی کی تیسی تمہارے آئیڈیے کی۔ چلو

UrduPhoto.com UrduPhoto.com UrduPhoto.com

خالہ کے تو دو چار مطالبے میں مان لیتا..... اب
رے کے مارے خاوند کو بھی لنڈے میں پرانی
کا اسٹال لگوا دیتا..... اس سے زیادہ اور کون سا
کر سکتا ہے وہ..... مگر اس کا تو منہ کھلتا ہی جا رہا
کی پکی نوکری..... بینک سے قرضہ تو اسے کا
میں داخلہ..... اپنے آپ کو پتہ نہیں کون سی
سمجھنے لگی ہے۔"
طیش کے وہ تھر تھر کانپنے لگیں۔
غلطی بندہ بشر سے ہی ہوتی ہے' مجھ
جی.....
ہو گئی۔ مجھے کیا پتہ تھا خالہ پورے محلے کے
کی فرمائشیں لے کر آپ کے پیچھے ہو جائے گی۔"

بیو' جو ہوا' سو ہوا..... جان چھڑاؤ اب میری۔"
بلم بھری ہوئی اندر بڑھنے کو تھیں کہ دستگیری کی
رک گئی۔
آپ چھوٹ جائے گی جی جان بھی..... آپ
جیت جاؤ گے تو یہ کمی کمین جاہل بے وقوف
کہاں آپ تک پہنچ سکیں گے۔ ابھی تو اپنے
کے لیے ڈھیل دی ہوئی ہے ہم نے۔"
ست قدموں سے واپس پلٹ گئیں۔

☼ ☼ ☼

فرخندہ..... تو؟"
تھکے ماندے جی کے ساتھ ٹوٹا ہوا دل لے کر
میں داخل ہوئی تھی مگر گھر کی ڈیوڑھی میں کھیلتے
اور نواسی کو دیکھ کے جیسے جی اٹھی تھی۔
فرخندہ! تو کب آئی..... بتایا بھی نہیں؟"
خوشی پہ حیرت اس لیے غالب تھی کہ فرخندہ سال
ایک آدھ بار ہی صورت دکھاتی تھی۔ ایک شہر میں
کے باوجود..... اور وہ بھی شاہدہ کے اس کے شوہر
کے آگے سو سو مرتبہ ناک رگڑنے کے بعد
اگلے ہی پل' یہ حیرت رہی نہ خوشی.....
فرخندہ کے اترے ہوئے چہرے..... سوجی ہوئی
آنکھوں اور ہونٹ کے کنارے پہ جمے ہوئے خون نے

دنیا بھر سے منتخب معیاری ادب

عمران ڈائجسٹ

جنوری 2008 کا شمارہ شائع ہو گیا ہے

Emale: id@khawateendigest.com

☆ ایک نوجوان کی حیرت انگیز داستان' جو ننھی سی عمر میں ہی دشمنوں کا نشانہ بن گیا تھا۔ پر تجسس سلسلہ "آتش زادہ"

☆ معاشرتی برائیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے والے ایک نوجوان کی تلاطم خیز داستان ایم اے راحت کے قلم سے "کارواں"

☆ "سحر حیات" ایم اے راحت کے قلم سے پر تجسس کہانی

☆ "شیطان کے گماشتے" اسلم راہی کے قلم سے تاریخ کے اوراق

☆ ملکی و غیر ملکی ادب سے انتخاب

☆ زندگی کے تلخ حقائق سے منتخب "سچی داستانیں"

اس کے علاوہ بہت سی دلچسپیاں

تازہ شمارہ آج ہی خرید لیں

UrduPhoto.com